

صرف اُردو نہیں! مختلف زبانیں سیکھنے کی کوشش کیجئے!

سارا ماجرہ ہی عبث جاٹھرا۔ حتی طریق سے ملک کو کیا سے کیا بنا دیا گیا۔ اور قوم۔ اس لفظ کا اطلاق کس پر کیا جائے۔ وہ لوگ جو مجبور یوں میں زندہ رہنے کی خواہش میں ہر طور سے پامال ہونے کیلئے تیار ہیں۔ انسانی جسموں کی ایک کھتی جو ہر طاقتور کی چراہ گاہ ہے۔ کیا کہا جائے۔ کیا لکھا جائے۔ جو محتسب ٹھہرائے گئے وہ پابندِ سلاسل گردانے جانے چاہیے تھے اور جو سن اوار ہوئے، انکے کردار میں بھرجنگابت کے اور کچھ بھی نہیں۔ ہاں وہی سامری چادوگری والے سیاستدان، وہی مذہب فروش، وہی مال کو دیوتا سمجھنے والے تاجر اور وہی تاریکی میں بیٹھے ہوئے بھیڑیوں کی قطاریں۔ صاحبان کیا اس ملک خداداد میں پیدا ہونا واقعی ناقابل معافی گناہ ہے، یا شائد بہت بڑا جرم۔ پوری دنیا سے علیحدہ سوچ۔ ہاں اگر برتر ہو، تو کوئی مظاہقہ نہیں۔ مگر ادنیٰ درادنیٰ بات کرنے کافی جانے والوں کی قطاریں۔

اُردو زبان سے کس کو یار نہیں۔ لکھنواور دہلی کے کمال فن شعراء کی معراج والی زبان۔ سونے اور چاندی کے ورق لگا کر بولنے اور سننے والی زبان۔ مگر کیا صرف ایک اُردو زبان کا راجح ہونا، ہی ترقی کا ضامن بن سکتا ہے۔ طالب علم تمام زندگی انگریزی زبان میں زانوئے ادب تھہ کرنے کے باوجود اپنے طور پر ٹوٹی پھوٹی اُردو لکھ سکتا ہے۔ گھر میں کتب خانے میں سینکڑوں اُردو کی کتابیں ہیں۔ مگر کیا واقعی صرف اُردو زبان سیکھ کر آج کی دنیا میں سائنس کی دیوبی کا ہاتھ پکڑا جاسکتا ہے۔ حد درجہ ادب ہے ان لوگوں کا جو اخلاص سے اُردو کی ترتوخ چاہتے ہیں۔ خاکسار بھی اسی صفت میں شامل ہے۔ مگر کیا سائنس کی کسی ایک مستند کتاب کا اُردو ترجمہ میسر ہے۔ جواب کیا دوں۔ بلکہ کیوں لکھوں۔ چند دن ہوا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ عرض کیا کہ میڈیکل کی کسی کتاب جیسے گریز آناؤمی، ڈیوڈسن، بیلے اینڈ لاور دیگر نصابی کتب کا کوئی اُردو ترجمہ نہیں۔ کھٹ سے جواب آیا۔ کہ جناب، ہر کتاب کا ترجمہ ہوا ہے۔ حیدر آباد کے بادشاہ، یعنی نظام کا تذکرہ ہوا۔ کہ وہ تمام میڈیسین کی ذخیرم کتابوں کا اُردو ترجمہ کروائچکے تھے۔ انٹرنیٹ پر سارا دن صرف کیا۔ حیدر آباد یونیورسٹی کی لائبریری چھان ماری۔ لا حاصل۔ شائد پہلے راجح ہو گраб رو نہیں۔ حیدر آباد کیا، برصغیر میں تمام میڈیکل کالج انگریزی زبان میں تدریسی عمل میں مشغول ہیں۔ پاکستان کے چند اہم لوگوں سے بات کی۔ میڈیکل کی نصابی کتابوں میں سے ایک کا ترجمہ بھی دیکھنے پایا۔ یہی معاملہ انجینئرنگ کی تعلیم کاٹھرا۔ صد افسوس! مروجہ علوم کا زیادہ تر ذخیرہ انگریزی زبان میں موجود پایا۔ سچ لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ اسلیے کہ معنوں درمعنوں گردانا جاؤ نگا۔

عجیب سماں کتہ ہے۔ ایک زبان، کو خاص لباس، مخصوص ڈنی کیفیت سے جوڑ دیا گیا۔ بتایا گیا کہ چین میں انکی مادری زبان میں تمام تدریس ہے۔ روس میں روسی زبان میں۔ درست۔ حد درجہ درست۔ مگر پہلے ملک کی ترقی کو انکی سطح پر لے جائیے تاکہ شعور کی سطح میں مادری زبان آرائستہ ہو جائے۔ مغلوں کے دورِ حکومت میں پوری دنیا سے فرنگی برصغیر آتے تھے۔ تاریخ دان لکھتے ہیں کہ گورے، انگر کھے اور چوڑی دار پا جامہ زیب تن کرتے تھے۔ پان کھاتے تھے۔ حقہ پیتے تھے۔ اُردو زبان سیکھ کر بولتے تھے۔ مقامی خواتین سے بیاہ کرتے تھے اور مقامی امراء کی طرح ”حرم“ کا شوق بھی کرتے تھے۔ سوچئے کہ ایسا کیوں تھا۔ اسلیے کہ برصغیر دنیا کا امیر ترین خطہ تھا۔ یہاں کی حکومتیں

طااقت اور دب بے میں شاندار تھیں۔ برطانیہ کی ملکہ کا اصل محل جو بھنگم پلیس ہرگز ہرگز نہیں تھا۔ دریا کے ساتھ ایک متوسط درجے کے قلعے میں رہتی تھی۔ مغل بادشاہوں کے قلعے گوروں کے خواب و خیال سے بھی زیادہ آرستہ تھے۔ اردو زبان عروج پر تھی۔ اسلیے کہ ہم یعنی بر صیر کے لوگ، دنیا میں نایاب تھے۔ مفتوح نہیں تھے۔ ہاں، صرف ایک لحاظ سے۔ مغل بھی تو غیر تھے۔ بہر حال اس وقت یہ مرکزی نکتہ خیال نہیں ہے۔ اگر آپ انگریز سیاحوں کے ماضی کے سفرنامے پڑھیے تو یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ وہ بر صیر سے ہر لحاظ سے مبتاثر تھے۔ جس میں ”اردو“ جیسی اعلیٰ زبان بھی شامل تھی۔ نوکری کی تلاش میں ہندوستان آئے ہوئے سفید فام لوگ مقامی زبان سیکھنے کی کوشش کرتے تھے اور اس میں کامیاب تھے۔ متفاہد بات یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے لوگ انگریزی زبان بالکل نہیں سیکھتے تھے۔ انکو انگلش سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہونی بھی نہیں چاہیے تھی۔ کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ فرنگی ہندوستان کی تقدیر کے مالک بن جائیں گے اور زمام کار کئے ہاتھ میں ہوگی۔

انگریزی زبان دو طریقوں سے انتہائی اہم ہو گئی۔ پہلی بات تو یہ کہ انگلستان میں صنعتی اور سائنسی ایجادات کا ایسا انقلاب برپا ہوا جس نے پوری دنیا کو تبدیل کر دیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ٹھوس علمی اور تحقیقی کام انگریزی زبان میں ہونے لگا۔ یہ بنیادی طور پر ترقی کی ضامن بننے لگی اور ہم تحقیق کے عمل سے باہر ہوتے چلے گئے۔ ہم ظلم کی حد تک سائنس سے دور ہو گئے۔ اس بے اعتنائی میں اس وقت کے دینی حلقہ نے حد درجہ منفقی کردار ادا کیا۔ انگریزی زبان کو سیکھنا کفر قرار دیدیا گیا۔ مسلمانوں کو تعلیم کا مطلب صرف اور صرف مدارس میں دینی تعلیم تک محدود کر دیا گیا۔ شائد آپ کو یہ بات مناسب نہ لگے۔ مگر ہمارے سابقہ اور شائد موجودہ مذہبی حلقوں نے ہماری سائنسی ترقی کی بھرپور طریقے سے مزاحمت کی۔ سر سید وہ پہلے شخص تھے جو اس معاملے کی سنگینی کو پیچان گئے تھے۔ انہوں نے جس مفلوک الحالی میں دخانی بحری جہاز میں انگلستان کا سفر کیا۔ جس طرح وہاں پہنچ کر انگریزی تعلیمی اداروں کا سنجیدگی سے تجزیہ کیا۔ وہ جذبہ حد درجہ قبل ستائش تھا۔ علی گڑھ کا جو بر صیر میں سر سید کی فراست کا کمال نمونہ تھا۔ بہر حال بات تھوڑی سی دور نکل گئی۔

دوسرانکہ یہ کہ برطانیہ نے بر صیر پر قلیل تعداد کی فوج کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ ہمارے مقامی راجہ، مہاراجہ، نواب، انکے سامنے ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ اس ناجائز تسلط نے انگریزی زبان کو حکمران کی زبان کا درجہ دے ڈالا۔ یہ مرتبہ مقامی زبان کو پہلے حاصل تھا۔ یک جنبش قلم سر کاری زبان انگریزی قرار دے دی گئی۔ ہندو حد درجہ معاملہ شناس تھے۔ انہوں نے فوری طور پر انگریزی زبان سیکھ کر بہترین عہدے اور کاروبار شروع کر دیے۔ پارسی بھی عملیت پسند نکلے۔ مگر بر صیر کے مسلمان ایک خاص رد عمل کا شکار ہو گئے۔ انگریز کیونکہ بنیادی طور پر مسلمانوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ سیاسی اور حکومتی اختلاف کمال درجہ کا تھا۔ بدگمانی کا عروج تھا۔ لہذا مسلمانوں نے انگریزی زبان سے دوری کا فیصلہ کر دیا۔ اس کا نقصان بہر حال حد درجہ پہنچا۔ ہر طرح کی ترقی اور سر کاری نوکری کے دروازے مسلمانوں پر بند ہو گئے۔ نازک بات یہ ہے کہ ہمیشہ حکمران یافتہ کی زبان آگے بڑھتی ہے۔ تاریخ کی شہادت اس امر کے ساتھ ہے۔ تھوڑی دیر کیلئے انگلش کو نظر انداز کر ڈالیے۔ رومی سلطنت دنیا کی مضبوط ترین بادشاہت رہی ہے۔ جہاں جہاں رومی حکومت کرتے رہے، مقامی زبانوں پر اثر انداز ہوتے چلے گئے۔ انگریزی زبان میں یونانی اور رومان الفاظ آج بھی شامل ہیں۔ بالکل اسی طرح سلطنت عثمانیہ کے زیر تسلط

جو جو خطے رہے، وہاں کی مقامی زبانوں میں ترکی زبان کے الفاظ شامل ہوتے گئے۔ بات حد درجہ سادہ ہی ہے۔ طاقت اور غالب قوموں کی زبان، نہ صرف علاقے کو فتح کرتی ہے، بلکہ آہستہ آہستہ ذہنوں پر بھی بالادستی قائم کر لیتی ہے۔ مفتوح لوگ صرف اور صرف تنقید کر سکتے ہیں۔ ترقی کرنے کے راستے پر چلنے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ ہم پہلے بھی اسی طرح کی سوچ رکھتے تھے اور بد قسمتی سے آج بھی چند حلقات ہمیں اس طرف لیکر جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ فارسی جیسی عظیم زبان کی طرف نظر دوڑائیئے۔ حد درجہ ششیۃ اور مسحور کن زبان۔ جن اردو کے عظیم شعراً پر ہم ناز کرتے ہیں، اپنے آپ کو فارسی کے شاعر کہلوانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ انکے کلام کا بیشتر حصہ اردو نہیں بلکہ فارسی زبان میں تھا۔ دور مت جائیئے۔ علامہ اقبال کو پڑھ لیجئے۔ انکا قیمتی ترین اثاثہ بقول خود انکے، فارسی زبان میں موجود ہے۔ غالب کی طرف نگاہ کیجئے۔ انکے کلام کا کثیر حصہ فارسی میں موجود تھا۔ مگر فارسی زبان بین الاقوامی پذیرائی حاصل نہ کر پائی۔ وہ بھی سائنس، تحقیق اور جدید علوم کی دنیا میں تہارہ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکا جدید دنیا سے رابطہ کم سے کم ہوتا چلا گیا۔ مگر ان میں اور ہم میں ایک فرق ضرور ہے۔ انہوں نے سائنسی علوم کو فارسی میں ترجمہ کرنے کی بھرپور جدوجہد کی اور اس میں قدرے کامیابی حاصل کی۔ ہم اردو کی عظمت کے متعلق حکیمانہ گفتگو تو کرتے رہے۔ مگر اسکو جدید علوم کی زبان نہ بنان پائے۔ یہ المیہ آج بھی موجود ہے۔

سوچنا تو یہ چاہیے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ کون سی حکمت عملی ہو، جس سے ہم تو یہ طور پر فائدے میں رہیں۔ عرض ہے کہ پوری دنیا میں لوگ صرف ایک زبان پر تکمیل کرنا چھوڑ چکے ہیں۔ کسی مغربی ملک میں چلے جائیئے۔ آپ تو تقریباً ہر انسان تین یا چار زبانوں پر عبور حاصل کرتا نظر آیے گا۔ ہندوستان میں عام بات چیت کیلئے ہندی یا مقامی زبان استعمال ہوتی ہے۔ مگر سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں تمام مضامین انگریزی زبان میں ہیں۔ آپ چین کے پڑھے لکھے طبقے سے گفتگو فرمائیئے۔ انگریزی زبان بولنے میں کوئی ہچکا ہٹ محسوس نہیں کریں گے۔ تمام ممالک جو ترقی کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے صرف ایک زبان کا سہارا نہیں لیا۔ انہوں نے زبان کو مسئلہ ہی نہیں بننے دیا۔ مگر حیرت انگریز بات یہ ہے کہ اس جدید دور میں جس میں کوئی بھی علم، اردو یا ہماری کسی مقامی زبان میں نہیں ہے۔ ہم بغیر محنت کیے، صرف اور صرف زبان کو بنیاد بنا کر ترقی کا راستہ کھولنا چاہتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہمارے سکولوں میں اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی، چینی، فرانسیسی یا دیگر زبانیں پڑھائی جائیں۔ مگر نہیں، ہم خواب بیچنے نکلے ہیں۔ لگتے تو یہ بہت دلکش ہیں۔ مگر یہ صرف خواب رہ جاتے ہیں۔ دائرے سے باہر نکل کر دنیا کی طرف دیکھیے۔ سب ہم سے آگے نکل چکے ہیں۔ مگر ہمیں کیا، ان میں سے اکثریت تو کافر ہیں، وہ تو جہنمی ہیں۔ صرف جہنمی!

رأو منظر حیات